

مجنوں

مجھ سے بے شک ہوئی یہ حماقت
زندگی بھر رہے گی خجالت

گھر میں جانے کے قابل نہیں میں
منہ دکھانے کے قابل نہیں میں

حکم تعزیر فرمائیے اب
عفو تقصیر فرمائیے اب

عبداللہ

اس میں کیا تیری تقصیر پیارے
یہ بھی تھا حکم تقدیر پیارے

اس بڑھاپے میں یہ دکھ اٹھاؤں
ٹھوکرین کوہساروں میں کھاؤں

جو ہوا آس پہ اب خاک ڈالو
ساتھ میرے چلو اپنے گھر کو

چل کے شادی رچاؤں تمھاری
اب دلہن بیاہ لاؤں تمھاری

تیسرا سینہ - دیوان خانہ عبدالعزیز پدر لیلی
(عبداللہ مجنوں کے لیے لیلیٰ کی خواست گاری کو جاتا ہے)

عبداللہ

مری 'التجا تم سنو چھوٹے بھتیہ
غلامی میں لو قیس کو چھوٹے بھتیہ

۱۔ صنف کلام مشنوی (خطابی) بحر متقارب وافی سالم - وزن :
فعولن فعولن فعولن دوبار - قصد شاعر : ایک صورت اس گفتگو
کی جو ایسے موقعوں پر ہوا کرتی ہے -

نہ اب قیس میرا نہ لیلی تمہاری
 یہ بیٹا تمہارا وہ بیٹی ہماری
 خدا نے دیا عمر بھر میں یہ بیٹا
 یہ سمجھو تو ہے سارے گھر میں یہ بیٹا
 یہی ہے ریاست کا مختار بھائی
 یہی قوم عامر کا سردار بھائی

عبدالعزیز

بچا ہے یہ ارشاد اے بھائی صاحب !
 سوا اس کے اب کون ہے بھائی صاحب
 یہ نسبت بہت روز سے دل نشین ہے
 مگر کیا کروں میرا قابو نہیں ہے
 نہیں ماں کو لیلی کی منظور بھائی
 اسی سے ہوا میں بھی مجبور بھائی
 کئی بار یہ تذکرے آ چکے ہیں
 ہر اک طرح سب اس کو سمجھا چکے ہیں
 نہیں مانتی وہ کسی کا بھی کہتا
 بس اب اس میں لازم ہے خاموش رہنا

عبداللہ

یہ تکرار تم کو مناسب نہیں ہے
 یہ انکار تم کو مناسب نہیں ہے
 یہ سمجھو کہ پاس قرابت بھی ہے کچھ
 قرابت نہ سمجھو حمیت بھی ہے کچھ
 بڑے بھائی کی التجا کو تو مانو
 نہ مانو کسی کو خدا کو تو مانو

نہیں ایسے ، بھابھی کے کہنے میں ہو تم
 جو ہو بات دل میں وہ منہ سے کہو تم
 اگر مہر پر کچھ ہو تکرار بھائی
 تو ہر طرح سے ہوں میں تیار بھائی
 مرا مال و املاک دولت لکھا لو
 مری جائداد اور ریاست لکھا لو

عبدالعزیز

زیادہ نہ محبوب فرماؤ بھئی
 نہیں اس کی ماں کو یہ منظور اصلاً
 بغیر اس کی مرضی کے ممکن نہیں ہے
 کسی طرح یہ مجھ سے ممکن نہیں ہے
 نہ کچھ باغ سے ہم کو مطلب نہ گھر سے
 نہ کچھ مال سے ہم کو مطلب نہ درسے
 کسی طرح سے بھی جو منظور ہوتا
 تو کچھ مہر کا اس میں مذکور ہوتا

عبداللہ

نہ منظور ہونے کا آخر سبب کیا؟
 وہ مطلب نہیں ہے تو پھر مطلب کیا؟
 تو کچھ ہے برائی حسب اور نسب میں
 لحاظ اس کا ہوتا ہے قوم عرب میں

عبدالعزیز

نہیں ذات میں بھی کسی طرح کم تم
 کہ ہیں ایک دادا کی اولاد ہم تم

نہیں کچھ حسب اور نسب میں برائی
کہ آخر جو تم ہو وہی ہم ہیں بھائی

عبداللہ

کسی طرح کی جنب نہیں ہے برائی
نہ یہ ہے نہ وہ ہے تو پھر کیا ہے بھائی؟

بس اب وجہ انکار تم صاف کہہ دو
جو آئی ہو دل پہ اسے منہ پہ رکھو
بھلا فائدہ کیا ہے اس گومگو سے
مرا دم الجھتا ہے اس گومگو سے

عبدالعزیز

نہ کہو ائیے صاف اب مجھ سے حضرت
کہ یہ امر ہوگا خلاف طبیعت
اگر قیس کے ہوتے اطوار اچھے
و یا پائے جاتے کچھ آثار اچھے

بھتیجے کے ہوتے کسے بیٹی دیتا
'نہیں' کا کبھی نام بھی میں نہ لیتا
نہیں بات میں اس کی منجیدگی کچھ
طبیعت میں ہے اس کی شہربدگی کچھ

کیا میری بیٹی کو رسوا، یہ کیا تھا
مجھے تو کہیں کا نہ رکھا، یہ کیا تھا
یہ بے ہودہ سودا جو سر میں مہایا
بزرگوں کا بھی دھیان دل میں نہ آیا

چچا کی یہ حرمت ہے ، یہ بھی نہ سمجھا
 گھرانے کی عزت ہے ، یہ بھی نہ سمجھا
 سمجھیے اگر تو یہ صدمہ نہیں کم
 یہی نا ، بھتیجا تھا چپ ہو رہے ہم
 ابھی سے جو یہ عاشقی کا مزا ہے
 تو پھر آگے چل کر خدا ہی خدا ہے
 یہ آوارگی ہو طبیعت میں جن کی
 بھلا آن کو کس طرح دے کوئی بیٹی
 عبداللہ

عبث قیس سے تم کو ہے بد گمانی
 مناسب نہیں ہے یہ نا مہربانی
 محبت بھی ہے کوئی تقصیر بھائی
 اگر ہو تو کیا اس کی تعزیر بھائی
 محبت بھی وہ ، پاک ہو جو محبت
 کہ بچوں کو ہوتی ہے ایسی ہی آفت

چوتھا سین - دیوان خانۃ عبداللہ

(عبداللہ قیس کو خبر مایوسی سناتا ہے)

عبداللہ

ہائے کیا حال ہوا غم سے تمہارا ، اے قیس !
 دھیان لیلیٰ کا بس اب چھوڑو خدا را ، اے قیس !

۱- صنف کلام - غزل خطابی - بحر رمل وافی مخبون مسکن مقصور
 یا محذوف - وزن : فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن دوبار اور رکن آخر جہاں
 محذوف ہے ، فعان - قصد شاعر : اظہار مایوسی کے ساتھ تسلی دینا -

کتنا سمجھایا کیے ہم پدر لیلی کو
 پر نہیں مانتا کہنا وہ ہمارا اے قیس !
 رحم ہے دل میں نہ کچھ خوف خدا ہے اس کو
 ہے چچا کو ترا سب رنج گوارا اے قیس !
 چھوٹے بھائی نے نہ مانا مرا کہنا افسوس
 مجھ کو ہم چشموں کی نظروں سے اتارا اے قیس !
 اس کی بیٹی پہ ہے کیا زور ہمارا بیٹا
 تو تمھی کہہ دو کہ کیا بس ہے ہمارا اے قیس !
 کیا کمی تم کو کہ ہیں اور حسیں ایک سے ایک
 دھوم سے کرتے ہیں اب بیاہ تمہارا اے قیس

قیس

تذکرہ' اس کا نہ اب کیجیے آپ اے بابا !
 دل کو صدمہ نہ مرے دیجیے آپ اے بابا !
 مجھ کو شادی سے سروکار نہیں ہے بالکل
 نام بھی اس کا نہ اب لیجیے آپ اے بابا !
 رسم شادی کی تو آئین محبت میں نہیں
 ذکر اس بات کا کیا جو مری قسمت میں نہیں
 چھوڑ دو مجھ کو مرے حال پہ اب اے بابا !
 تم یہ سمجھو کہ یہ تھی مرضی رب اے بابا !
 ایسے بیمار تو دیکھے نہیں اچھے ہوتے
 میری تقدیر میں ہے رنج و تعب اے بابا !
 میں وہ بیمار ہوں جینے کی مرے آس نہیں
 جزا و یاس کوئی آس کوئی پاس نہیں

۱۔ ترکیب بند ، بحر رمل وافی مخبون مسکن مقصور یا محذوف - وزن :
 فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن (یا فاعلان) دوبار - قصد شاعر : اظہار یاس و غم
 حجاب کے ساتھ -

(دل میں)

دم قدم سے مرے آباد ہے ویرانہ غم
میرے باعث سے ہوئی رونق کاشانہ غم
مجھ کو شادی نہیں منظور کہ غم دوست ہوں میں
کوئی دن زیست کے ہیں میں ہوں اور افسانہ غم
ہاں خوشی یہ ہے کہ میری اجل آنے کو ہے
اب تو کچھ دیر نہیں آج کل آنے کو ہے
(عبداللہ و ملازم جاتے ہیں ، قیس کا دوبارہ صحرا کو چلے جانا)

(دل میں)

شوق کہتا ہے کہ چل کوچہ جانان کی طرف
یاس کھینچے لیے جاتی ہے بیابان کی طرف

(نہایت اضطراب میں)

کیسی آفت میں مقدر نے پھنسا یا ہے مجھے
(گریبان بھاڑ کر)

ہاتھ کیوں کر نہ بڑھے میرا گریبان کی طرف
(آہستہ آہستہ چلنا)

راستہ دشت کا اے وحشت دل ! تو ہی بتا
کس کے کہنے پہ چلوں حسرت دل تو ہی بتا
راستہ تو ہی بتا دے مجھے اے حیرت دل !
کوچہ یار میں لے چل تو ہی اے حسرت دل !
(ذرا ٹھہر کے)۔

کیوں نہ ہو پاس مجھے یار کی رسوائی کا
(پھر جلد جلد قدم اٹھا کے)

وادیٰ نجد میں لے چل مجھے اے وحشت دل !

اکثر آتی ہے وہاں کوچہ لیلیٰ کی ہوا
اور لے جائے کہاں کوچہ لیلیٰ کی ہوا
پانچواں سین۔۔۔ خواب گاہ لیائی

لیلیٰ

اے' فلک دل دکھانا ہے برا ، آہ
دیکھ ہم کو ستانا ہے برا ، آہ
قیس کے وصل سے آج ہوئی یاس
عمر بھر کا چھڑانا ہے برا ، آہ
بے گنہ تو رلاتا ہے مجھے ، ہائے !
دیکھ ظالم رولانا ہے برا ، آہ

(کفِ افسوس مل کے)

دل کے پیچ میں آئی میں صد افسوس
آہ پیچ میں آنا ہے برا ، آہ
کیوں دیا دل ، یہ کیا قہر کیا ، ہائے !
اب کھلا دل لگانا ہے برا ، آہ

غم کی آگ میں جلتی ہوں میں افسوس

مثل شمع -----

(آسمان کی طرف دیکھ کے)

----- جلانا ہے برا ، آہ

۱۔ صنف کلام : غزل مسلسل بحر مشاکل وافی مکفوف مقصور -
اور بعض مصرعوں مثلاً مصرع اول (مطلع) میں رکن اول سالم سے
لیا ہے ، یعنی قاع لاتن - وزن : فاعلاتن مفاعیل فَعُولان - قصد شاعر : اظہار
حالت یاس و غم و مجبوری -

آہ رو بھی نہیں سکتے کہ ہیبات
روئیں کیوں کر زمانہ ہے برا ، آہ

چھٹا سین — وادیٰ نجد
مجنوں (خود بخود)

کوئی 'نہیں' اے دل کہ اُس کوچے میں پہنچا دے کبھی
کوئی اگر پہنچا بھی دے تو غیر اٹھوا دے مجھے
اے دل ! طریق عشق میں کوئی نہیں ہے راہ بر
جاؤں کہاں ، ڈھونڈوں کدھر ، رستہ تو بتلا دے مجھے
(آسمان کی طرف دیکھ کے)

اے آسمان ! دیتا ہے کیوں میری گرفتاری کو طول
زلفِ دراز یار میں ، اے کاش ! آجھا دے مجھے
کچھ اُس سے حالِ دل کہوں تسکین ہو دردِ ہجر کو
ہاں اے تصور ! یار کی تصویر دکھلا دے مجھے
(نوفل سلطانِ روم کا مع بعض اراکین دولت کے وارد ہونا)

نوفل

اُو یہاں دیکھو ادھر ہے کون یہ خستہ جگر
ہے قومِ جن سے یہ کوئی یا ہم سا ہے یہ بھی بشر

۱۔ صنفِ کلام : غزل بحر رجز وافی سالم - وزن : مستفعلن مستفعلن
مستفعلن مستفعلن ، دوبار قصد شاعر : براءت استہلال واقعہ آئندہ ، مجنوں
پر حالت مجذوبیت کا دوران ہے - ایسی حالت میں (بنا بر مذہب اہل اشراک)
قوت غائب بینی اور پیشین گوئی کا ظہور ہوتا ہے - ایسے امور کا تجربہ
ہوا ہے اور اکثر ہوا ہے - جو لوگ ان امور کے قائل نہیں ہیں
(مثلاً اہل مادہ) اس کو اتفاق کے حوالے کرتے ہیں ، لیکن جو امر
بار بار واقع ہوا ہو ، ہم حیران ہیں کہ اس کو ہم (بنا بر استقراء) کسی
قانون فطری کی طرف کیوں نہ منسوب کریں (دیکھو کتاب "انٹلکچول
پاورس" کرومبی)

وزیر

واقف ہوں میں اس سے شہا ! ہے یہ تو قیس عامری
 لیلیٰ امیر نجد کی لڑکی پہ عاشق ہے یہی
 دنیا و مافیہا کی کچھ ، شاہا ! نہیں اس کو خبر
 تصویرِ یار آٹھوں پہر رکھتا ہے یہ پیش نظر

نوفل

کیا یہ وہی دیوانہ ہے کہتے ہیں سب مجنوں جسے ؟
 مدت سے تھی یہ آرزو میں بھی کہیں دیکھوں اُسے
 اس سے چلو باتیں کریں پوچھیں تو حالِ دردِ غم
 دل پر فراقِ یار میں ، کیا کیا گزرتے ہیں الم

وزیر

باتیں کسی سے یہ کبھی کرتا نہیں بے ہوش ہے
 ہے وردِ لب ذکرِ صنم الفت کا دل میں جوش ہے
 نوفل (وزیر سے مخاطب ہو کر)

مجھ کو بھی حسن و عشق کے لاکھوں فسانے یاد ہیں
 خوش ہو کے یہ باتیں کرے ، ایسے بہانے یاد ہیں
 (مجنوں سے مخاطب ہو کر)

اے 'عاشق تفتہ جگر ! لیلیٰ کا ہوں میں نامہ بر
 یہ مہر یہ ، سرنامہ ہے ، آنکھیں تو کھول اے بے خبر !
 لایا ہوں تیرے دردِ دل کی میں دوا ہشیار ہو
 لیلیٰ کا پیغامِ زبانی سن ذرا ہشیار ہو

۱۔ صنفِ کلام : ابیات (خطابی یا مرتع) بحر و وزن مثل غزل
 گزشتہ - قصد شاعر: نوفل پر حالتِ رحم طاری ہوئی - وزیر کو خوشامد
 کسی نہ کسی پیرائے سے منظور ہے - مجنوں کی آشفته سری ،
 بیتابی شوق ہر صورت سے ظاہر کی گئی ہے -

مجنون

(التجا اور اضطرار کے لہجے میں)

اے قاصدِ لیلیٰ ترے قدموں پہ ہو مجنوں نثار
ہے گوشِ مشتاقِ سخنِ ہاں جلد کہہ پیغامِ یار
اے نامہ بر، اے نامہ بر! نامہ دے آس دل دار کا
ہاں جلد کہہ ہاں جلد کہہ پیغام کیا ہے یار کا

وزیر

نوفل ہے یہ سلطانِ روم اے بے خبر اے بے ادب!
ہر بار کہتا ہے اسے تو ”نامہ بر“ اے بے ادب!

مجنون

لیلیٰ کے قاصد سے تو کچھ بڑھ کر نہیں سلطانِ روم
لیلیٰ کے کوچے سے تو کچھ خوش تر نہیں سامانِ روم
تم کہتے ہو جس کو ادب وہ رسمِ الفت میں نہیں
شاہ و گدا میں فرق کچھ عاشق کی ملت میں نہیں
جز آستانِ یار ہم کو سر جھکانا منع ہے
تسلیم اور آداب کیا یاں ہاتھ اٹھانا منع ہے
ناساز! جب تقدیر ہو سامان سے پھر ہوتا ہے کیا؟
کار جب تدبیر ہو سلطان سے پھر ہوتا ہے کیا؟
جب یار قابو میں نہ ہو ثروت ہوئی تو کیا ہوا!
دل دار پہلو میں نہ ہو دولت ہوئی تو کیا ہوا!

۱۔ مجنوں کی گفتگو اگرچہ آزادانہ ہے لیکن حسنِ طالب بھی
اس سے پایا جاتا ہے۔

وزیر (دھمکا کے)

باتیں نہ کر اس طرح کی ناحق تو مارا جائے گا
تیغِ عتابِ شاہ سے - - - -

(سر کی طرف اشارہ تلوار سے کر کے)

یہ سر آتارا جائے گا

مجنوں

کیا خوف ہم کو جان کا خود جان سے مرتے ہیں ہم
ہے موت اپنی زندگی ، کب موت سے ڈرتے ہیں ہم
میری بلا کو کیا خبر شاہ و گدا کیا چیز ہے
جز نامہ لیلیٰ یہاں جو چیز ہے ناچیز ہے

نوفل (وزیر پر خفا ہو کے)

کیوں چھیڑتے ہو تم اسے ہے رحم کے قابل یہ شخص
تیغِ جفائے ناز سے ہے آپ ہی بسمل یہ شخص

(مجنوں سے مخاطب ہو کر)

اے عاشق جاں باختہ ! چل ساتھ میرے نجد کو
کوشش سے میری کیا عجب ممکن وصال یار ہو
موجود ہوں میں ہر طرح تیری حمایت کے لیے
پہلو تہی ہرگز نہ ہوگی ، تیری وصلت کے لیے

مجنوں (کھڑے ہو کر)

شاہا ابھی چلتا ہوں میں گو ناتوان و زار ہوں
تا کوچہ لیلیٰ ابھی چلنے کو میں تیار ہوں
یہ شرط ہاں لیتا ہوں میں پھرنا نہ اپنے قول سے
کچھ مال و زر کے پاس سے جنگ و جدل کے ہول سے

وزیر

اے قیس ! دیوانہ ہے تو بے جا ہے یہ تیرا خیال
 شاہوں سے نقص عہد ہو یہ امر ہے بالکل محال
 تو نے کبھی شاہنشاہوں کے بانک پن دیکھے نہیں
 ہم نے تو اپنی آنکھ سے پیمان شکن دیکھے نہیں
 چل اٹھ ہمارے ساتھ چل وہ بارگاہِ شاہ ہے
 کیا فضلِ حق سے ہے کمی ہر چیز یاں ہم راہ ہے
 چل اٹھ بساطِ خاک سے ، حہام جا ، پوشاک لے
 لیلی بھی لے ، جاگیر بھی ، اسباب لے ، املاک لے

مجنوں

چلتا ہوں میں لے جانے پر تم کو اگر اصرار ہے
 ہے یہ تو عین آرزو مجنوں ابھی تیار ہے

ساتواں سین۔ خیمہ سلطانی

نوفل (ساقی سے مخاطب ہو کر)

لا سا قیا شراب کہ فصل بہار ہے
 بنت عنب کے ہجر میں دل بے قرار ہے
 وہ جام دے کہ جس میں ہو ضو آفتاب کی
 وہ جام دے کہ جس میں مہک ہو گلاب کی
 وہ جام دے کہ دشت میں مہکے چمن کی بو
 وہ جام دے کہ نجد میں پھیلے دلہن کی بو

۱۔ صنف کلام : ایات (خطابی) بحر مضارع وافی اخرب مکفوف
 محذوف یا مقصور۔ وزن : مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن دوبار اور جہاں
 مقصور ہے وہاں رکن آخر فاعلان ہے۔ قصہ شاعر : براءت استقلال۔

(قیس کی طرف اشارہ کر کے)

ہاں قیس کو بھی جام پلانا ضرور ہے
مشرّب میں اپنے اس کو ملانا ضرور

(قیس امیرانہ لباس پہنے ہوئے ہے)

ساقی (قیس کو جام دیتا ہے)

پی آج دست شوق سے ساغر بھرا ہوا
کیا کل کی فکر کل بھی ہے کوثر بھرا ہوا

(قیس کا جام نہ لینا)

قیس (دل میں)

کیا ہجر میں شراب پیوں ہاے قہر ہے
آبِ حیات ہو تو مرے حق میں زہر ہے
کُھلتا نہیں کہ خواہشِ تقدیر کیا ہے اب
ایفائے عہدِ شاہ میں تاخیر کیا ہے اب

(نوفل سے مخاطب ہو کر)

شغلِ شراب سے مجھے فرمائیے معاف
شاہا وہ جام دیجیے جو درد سے ہو صاف
غیشِ مدام ہو جو میسر تو لطف ہے
پہلو میں اپنے ہو جو وہ دلبر تو لطف ہے
زاہد کے واسطے تو یہ دنیا میں ہے حرام
اہلِ ریا کے واسطے عقبیٰ میں ہے حرام
رندوں کو ہے حلال اگر زر نصیب ہو
عاشق کو ہے حلال جو وصلِ حبیب ہو
جب وہ نہ پاس ہو تو مزا کیا شراب میں
دل ہی اداس ہو تو مزا کیا شراب میں

نوفل (قیس سے مخاطب ہو کر)

اے قیس! خوب یاد دلایا ابھی ابھی
تجھ کو ترے صنم سے ملایا ابھی ابھی
کہہ دو کہ سوئے نجد کوئی چوب دار جاے
عبدالعزیز کو درِ دولت پہ لے کے آے
چوب دار (عبدالعزیز کو حاضر کر کے)

عبدالعزیز حاضرِ دربار ہے شہا!
عبدالعزیز (بعد آداب و قدم بوسی، دست بستہ)
جو حکم ہو حضور کا لاؤں اسے بجا

نوفل

(عبدالعزیز کی طرف مخاطب ہو کے اور مجنوں کی طرف اشارہ کر کے)

عبدالعزیز! کون ہے تیرا یہ نوجواں ؟

عبدالعزیز

فرزند میرے بھائی کا ہے، اے شہِ زماں !

نوفل

یہی ہے تیری کوئی کہ لیلیٰ ہے جس کا نام ؟

عبدالعزیز

یہی کا میری نام ہے یہ، اے فلک مقام !

نوفل

ہو عقد آج دونوں کا منظور ہے مجھے
تجویز میں ہمارے کوئی عذر ہے تجھے ؟

عبدالعزیز

کیا عذر مجھ کو حکمِ شہِ نام دار میں
 لیکن نہیں یہ امر مرے اختیار میں
 راضی ہو میری قوم تو حاضر ہوں میں شہا !
 راضی نہ ہو جو قوم تو قاصر ہوں میں شہا !
 نسبت کا یہ معاملہ ہے اے جہاں پناہ !
 عزت کا یہ معاملہ ہے اے جہاں پناہ !
 شاہا ! برے ہیں قیس کے اطوار کیا کروں
 ہے قوم اس کے نام سے بے زار کیا کروں
 کچھ شاہ و شہریار کو اس میں نہیں ہے دخل
 کچھ جبر و اختیار کو اس میں نہیں ہے دخل
 جز حکمِ کردگار و شہنشاہِ انبیا
 قومِ عرب پہ زور کسی کا نہیں چلا

نوفل

در پردہ کیوں ڈراتا ہے مجھ کو امیر نجد !
 کچھ خوف جان کا نہیں تجھ کو امیر نجد !

عبدالعزیز

جو امر حق ہے کہتا ہوں وہ صاف صاف میں
 دربار شاہ میں نہ کہوں گا خلاف میں
 کیا خوف جان کا جسے عزت کا پاس ہو
 کنیے کی شرم ہو جسے حرمت کا پاس ہو
 میدان میں کسی سے نہ ہرگز دبا عرب
 ڈرتا نہیں کسی سے خدا کے سوا عرب

حق کی طرف سے لڑنے کو حاضر ہے ساری قوم
 دبتی نہیں کسی سے جہاں میں ہماری قوم
 دیکھا ہے جب سے بانک پن اہل جہاد کا
 سیکھا ہے قوم نے چلن اہل جہاد کا
 نوافل (عبدالعزیز سے)

جو کہنا تھا وہ کہہ چکا تو مانتا نہیں
 نوافل ہے اپنے نام کا تو جانتا نہیں
 جا کہہ دے اپنی قوم سے ہو مستعد جنگ
 (سیہ سالار سے)

کل فوج سوئے نجد بڑھے یاں سے بے درنگ
 مہلت ہے ایک رات کی پیراستہ ہو فوج
 کل معرکہ ہے نجد میں آراستہ ہو فوج

آٹھواں سین — دیوانِ خاص

وزیر

حکم ' بادشہ سے مجھے سخت انتشار ہوا
 آج امیر نجد سے کیوں عزم کار زار ہوا
 حکم بے درنگ دیا مجھ کو بھی طلب نہ کیا
 میرے مشورے کا بھی شاہا نہ انتظار ہوا
 نوافل

اے وزیر تجھ کو مگر کچھ نہیں ہے اس کی خبر
 آج امیر نجد سے جو امر رو بہ کار ہوا

۱۔ صنف کلام قطعہ (مرقع) - اس کو غزل نہیں کہہ سکتے
 اس لیے کہ غزل وہی ہے جس میں مضامین عشق و تمنا و حسرت
 و ہجر وغیرہ شامل ہوں - بحر مقنضب وافی مطوی - وزن : فاعلات
 مفتعلن فاعلات مفتعلن دوبار -

عقد قیس کو جو کہا ، اس نے کیا جواب دیا
اُس طرح کلام کیا مجھ کو نا گوار ہوا

وزیر

ننگ و نام پر توشہ جان دیتے ہیں یہ عرب
ان معاملوں میں بھلا کس کا اختیار ہوا
اُس نے راست راست کہا کیا عتاب کی ہے یہ جا
کیا قصور اُس نے کیا کیوں گناہ گار ہوا
جو حضور کی ہو رضا اُس میں کیا ہے دخل مرا
گو خلاف رائے مری حکم شہر یار ہوا
(زانو پہ ہاتھ مار کے)

قیس کی خوشی کے لیے جس کو ہے جنوں کا خلل
خون بے گناہ سے کل دشت لالہ زار ہوا

نوفل

اے وزیر سچ تو کہا ، کیوں عبث یہ حکم دیا
کیا کرے گا پیش خدا مفت شرمسار ہوا
خیر جو ہوا سو ہوا ، سر سے ٹال دے یہ بلا
تیرے اس بیاں سے مجھے سخت اضطرار ہوا
قیس کا خیال بھی ہے ، مجھ کو انفعال بھی ہے
عہد استوار ہوا ، سب پہ آشکار ہوا
جب سنیں گے اہل وطن سب کہیں گے عہد شکن
کیا سمجھ کہ میں نے کیا ، کیا مال کار ہوا

نواں سین — خیمہ سلطانی

نوفل

خوش ' نظری قیس کی ، آج کروں امتحاں
 کیسی ہے وہ خوش ادا ، جس پہ یہ دیتا ہے جاں
 جس کا یہ دیوانہ ہے ، کیسی ہے وہ سیم بر
 یا کہ وہ کچھ بھی نہیں ، ہے یہ جنوں کا اثر
 حسن خدا داد پر ، میں بھی ہوں دل سے نثار
 قیس ہے جس پر فدا ، کیسی ہے وہ گل عذار
 بھیس بدل کر ابھی ، نجد کو جاؤں ذرا
 قیس کی معشوقہ کو ، دیکھ تو آؤں ذرا

۱۔ صنف کلام : ابیات بحر منسرح وافی مطوی مکسوف یا موقوف۔ وزن:
 مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن دوبار اور جہاں موقوف ہے وہاں بچائے
 فاعلن کے فاعلان ہے۔ قصد شاعر : وضع سلاطین زمانہ سلف۔ نوفل
 کو اپنے نقص عہد کرنے کا بڑا خیال ہے ، جیسا کہ پچھلی نمائش
 میں ظاہر کیا گیا۔ اب وہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ لیلیٰ ایسی ہی
 حسین ہے جیسا کہ مجنوں کے عشق سے ظاہر ہوتا ہے ؟ اگر
 ایسا ہے تو کوئی صورت اس کے حاصل کرنے کی تجویز کی جائے ،
 اور اگر اس کے مثل یا اس سے بہتر حسین بھی دنیا میں یا میرے
 قبضے میں موجود ہیں تو مجنوں کو دے جائیں اور ظن غالب ہے کہ
 مجنوں راضی ہو جائے۔ نوفل کو کیا معلوم کہ مجنوں کا عشق لیلیٰ
 کے ساتھ مخصوص ہے۔ نوفل مجنوں کو مثل اپنے ایک حسن پرست
 آدمی تصور کرتا ہے لیکن نوفل اور مجنوں کی حسن پرستی میں بڑا
 فرق ہے۔ مجنوں کا عشق ایک خاص حسن کے ساتھ ہے اور نوفل
 عام حسن کو دوست رکھتا ہے۔ مجنوں کا عشق بہ طور ”مونومانیا“
 کے ہے ، خدا اس مرض سے بچائے۔

دسواں سین — کوچہ و بازار

(بجل سر اے عبدالعزیز کے سامنے)

اعرابی

(صدائے فقیر)

رحم 'کرو اے نجد کے لوگو

اس کا بڑا پھل پاؤ گے بابا

آج جو دو گے راہ خدا میں

حشر کے دن کل پاؤ گے بابا

(درِ عبدالعزیز پر سوال)

در پہ تمہارے آیا ہے بابا

اک . اعرابی مرد مسافر

کل سے نہیں کچھ کھایا ہے بابا

دیر سے ہے دروازے پہ حاضر

آواز مادرِ لیلی (اندر سے)

شاہ سے ہے در پیش لڑائی

بھیک دے اس کو لیلی پیاری

کہنا دعا دے اے پردیسی !

جنگ میں ہو کل فتح ہماری

لیلی (باہر دوازے پر)

۱۔ صنف کلام : قطعات بحر متقارب وافی اثرم ، اخرم مقصور و مقبوض

وزن : فعلن فعلن فعلن قصہ شاعر : اظہار عزم اہل نجد بنا بر جنگ

جو نوفل سے در پیش ہے ، لیلی کا خیال نسبت اس جنگ کے ۔